

## ناکام ریاستیں!

ریاستیں کیوں ناکام ہوتی ہیں۔ کیا وجوہات ہیں کہ کسی بھی غیر متعصب درجہ بندی میں پست دکھائی دیتی ہیں۔ ویسے کوئی بھی کمزور سے کمزور تر ملک بھی ماننے کو تیار نہیں ہوتا کہ وہ کامیاب نہیں ہے۔ کئی حکومتیں صرف اور صرف پروپیگنڈے کے زور پر ثابت کرنے کی کوشش میں مصروف رہتی ہیں کہ وہ کافی حد تک بہتر ہو چکی ہیں۔ کامیابی ان کا مقدر ہے۔ بس ترقی کی منزل صرف دو گام رہ گئی ہے۔ دروغ گوئی پر مشتمل یہ مثبت پروپیگنڈا مقامی لوگوں کیلئے علاج کی حیثیت رکھتا ہے۔ میڈیا کا بھرپور استعمال ناکام ترین ریاستوں کا مثبت خاکہ پیش کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ مکمل نہیں مگر کافی حد تک۔ ریاستوں کی صورتحال کو کسی بھی تعصب کے بغیر سمجھنے اور بیان کرنے کیلئے بین الاقوامی ادارہ Fund for Peace سالانہ ایک تحقیقی رپورٹ شائع کرتا ہے۔ جسے Fragile States Index کہا جاتا ہے۔ اس میں دنیا کے تمام ممالک کو مختلف متعین شدہ پیمانوں پر پرکھا جاتا ہے۔ پھر انکی درجہ بندی کی جاتی ہے۔ صرف ایک کالم کی حد تک تمام پیمانوں کو بیان کرنا ناممکن ہے۔ مگر انکا ذکر کرتے ہوئے خود تجزیہ سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ ہمارا ملک کہاں کھڑا ہوا ہے۔ ہمیں کیا خطرات لاحق ہیں اور بین الاقوامی سطح پر ہماری قدر و منزلت کیا ہے۔ دکھ کی بات یہ ہے کہ ہمارا ملک دنیا کے ان بد قسمت ممالک کی فہرست میں آتا ہے جنہیں سیکورٹی سے لیکر اقتصادی اور آبادی سے لیکر امن و امان تک ہر طرح کے خطرات لاحق ہیں۔

مجموعی لحاظ سے دیکھا جائے تو پاکستان ان ممالک میں آتا ہے جنکا درجہ، حد درجہ تشویشناک ہے۔ اسے انڈیکس میں Alert کی حیثیت میں رکھا گیا ہے۔ اس کی گری میں میا میر، ایتھوپیا، مالی، عراق، برونڈی اور اسی سطح کی بائیس دیگر ریاستیں شامل ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ ہم لائبیریا اور موزمبیق سے بھی نیچے شمار کیے گئے ہیں۔ دنیا کے سب سے بہتر ممالک میں فن لینڈ، ناروے، سوئزر لینڈ اور سویڈن آتے ہیں۔ خیر ان ممالک جنہیں Very Sustainable کی فہرست میں رکھا گیا ہے، ان سے ہمارا کسی قسم کا کوئی مقابلہ نہیں۔ خواب میں بھی نہیں۔ ہمارے مسائل بنیادی طرز کے ہیں۔ جنہیں پاکستان کی کوئی حکومت حل کرنے کی استطاعت نہیں رکھتی۔ ہاں باتیں سنی ہوں تو آسمان کے قلابے ملانے کیلئے ماشاء اللہ درجنوں، فوکل پرسنز موجود ہیں۔ جنکے چہروں پر نا جائز پیسے کی سیاہ روشنائی سے کنداں ہوتا ہے وہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ ویسے اب اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ ہمارے ملک میں کسی ادارے اور شخص کو حالات بہتر بنانے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ طاقتور طبقے کیلئے تو بہتر ہے کہ عام لوگوں کو ہر طرح سے بیوقوف بناتے رہیں۔ یہ کھیل کامیابی سے جاری ہے اور جاری رہیگا۔ اس اہم ترین تحقیق میں چند بنیادی عناصر ہیں، جن پر یہ سب کچھ ایستادہ ہے۔ پہلا خانہ، Cohesion indicators کا ہے۔ اس میں تین اہم جزو ہیں۔ پہلا سیکورٹی اپریٹس، دوسرا اشرافیہ کی باہمی جنگ اور تیسرا کسی بھی ملکی گروہ کی ناراضگی۔ سیکورٹی اپریٹس میں کسی بھی ریاست کو اندرونی اور بیرونی خطرات، بم دھماکے، دہشت گردی کے واقعات شامل ہیں۔ یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ شہروں میں جرائم کی شرح کتنی ہے اور لوگوں کا اپنے محافظ اداروں پر اعتماد کس حد تک ہے۔ گہرائی سے دیکھیں تو یہ تمام سفلی علتیں ہمارے ہاں بلا خوف تردید موجود ہیں۔ کیا ہمیں شدید خوفناک دہشت گردی کا سامنا نہیں۔ کیا روز سرحدوں پر ہمارے جوان

شہید نہیں ہو رہے۔ کیا پولیس کی موجودگی تحفظ کا احساس دلاتی ہے یا زیادہ غیر محفوظ کر دیتی ہے۔ اس خانے میں تو سب جانتے ہیں کہ ہم نچلی ترین سطح پر سانس لے رہے ہیں۔

اشرافیہ کی باہمی تفریق کو Factionalized Elites کا نام دیا گیا ہے۔ اس میں طبقاتی، لسانی، مذہبی، گروہی، قبائلی اور نسلی بنیاد پر اشرافیہ کی باہمی کشمکش کا ذکر ہے۔ یہاں تک درج ہے کہ کسی بھی ناکام ملک کی اشرافیہ لوگوں میں وطن پرستی، ریاست کو جغرافیائی طور پر بڑا کرنے کے خواب اور عقیدے کی بنیاد پر معاشرے کو ترتیب دیتی ہے۔ دیکھا جائے تو یہ سب کچھ ہمارے ملک میں انتہائی سطحی اور بھونڈے طریقے سے مسلسل کیا جا رہا ہے۔ آزادی کے تہتر سال کے بعد بھی ہمیں ہر وقت بتایا جاتا ہے کہ ہم واقعی ایک قوم ہیں۔ یہ اتنے تو اتر سے کہا جاتا ہے کہ ذہن میں مختلف طرح کے شبہات سانپ کی طرح سر اٹھانے لگتے ہیں۔ رپورٹ میں یہاں تک لکھا ہوا ہے کہ اشرافیہ، کسی بھی الیکشن کے نتائج کو کسی صورت میں تسلیم نہیں کرتی اور یہ ہر وقت اقتدار حاصل کرنے کیلئے ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچتے رہتے ہیں۔ کیا یہ سب کچھ پاکستان میں نہیں ہو رہا۔ کیا آج تک کسی بھی سیاسی فریق نے الیکشن کے نتائج کو مانا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بالکل نہیں۔ اس میں ہمارے تمام قومی قائدین کا عمل خوفناک حد تک یکساں ہے۔

اگلی درجہ بندی Group Grievance کی ہے۔ اس پر طالعلم کیا لکھے۔ بلکہ کیونکر بیان کرے۔ درج ہے کہ کیا ملک کی قیادت جائز طریقے سے سامنے آتی ہے۔ کیا نفرت انگیز نعرے اور بیانیے معاشرے میں جڑ تو نہیں پکڑ گئے۔ کیا ایک گروہ ریاست کے وسائل پر قابض تو نہیں ہو گیا۔ کیا وسائل کی تقسیم کے ثمرات عام آدمی تک پہنچتے ہیں۔ کیا ملکی قوانین، کسی اصول پر بنائے جاتے ہیں۔ کہیں یہ تو نہیں کہ امیر کیلئے ایک قانون ہے اور غریب کیلئے دوسرا قانون رائج ہے۔ کیا مذہبی آزادی موجود ہے۔ کیا کسی ایک مذہبی طبقے کے خلاف اقدامات تو نہیں کیے جاتے۔ اور بھی بہت سے نکات ہیں۔ ہاں ایک عبرتناک سچ درج ہے کہ کیا کوئی ملکی طبقہ ناجائز ذرائع سے امیر ہو کر معاشرے میں سیاسی بالا دستی حاصل تو نہیں کر چکا اور اسکے بعد، متحارب فریق کے متعلق نفرت انگیز تقاریر تو نہیں کر رہا۔ دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیے کہ کیا Group Grievance میں ایک بھی ایسا منفی نکتہ ہے جس سے ہم انکار کر سکیں۔ مجھے تو یوں لگ رہا ہے کہ یہ تمام نکات پاکستان کو سامنے رکھ بنائے گئے ہیں۔ پر ایسا نہیں ہے۔ اس تحقیق میں دنیا کے تمام ممالک کی میرٹ اور حقیقت کی بنیاد پر درست درجہ بندی کی گئی ہے۔

اگلا نکتہ انتہائی مہیب ہے جتنا پہلے والا۔ یہ اقتصادی صورتحال کے متعلق ہے۔ اس میں اقتصادی اتری اور غیر متوازن ترقی جیسے عناصر شامل ہیں۔ یعنی Economic Decline اور Uneven Development۔ لکھا گیا ہے کہ عام شخص کی اوسط آمدنی کتنی ہے۔ ملک میں ضروری اشیاء کی قیمتیں اور ان میں اتار چڑھاؤ کی کیفیت کیا ہے۔ ملکی قرض، روزگار ملنے کے مواقع، بیرونی ممالک کی اس ملک میں سرمایہ کاری، ملک سے دولت کا باہر جانا، منشیات اور اسلحے کی سرعام تجارت، منی لانڈرنگ اور کرپشن شامل ہے۔ ایک پاکستانی کے طور پر ان نکات پر غور کیجئے تو بغیر کسی تردد کے معلوم ہو جاتا ہے کہ ہم میں یہ تمام نقائص موجود ہیں۔ اتری کا ایک ایسا سفر ہے جسکی کوئی رزبل منزل نظر نہیں آرہی۔ آنے والا دن، گزر جانے والے وقت سے زیادہ مصائب لیکر آتا ہے۔ اب غیر متوازن ترقی کی طرف

آئیے۔ کہنے کو تو ہماری اقتصادی صورتحال بہت خراب ہے۔ مگر کیا ایک مافیا امیر سے امیر تر نہیں ہو گئی۔ چینی، بجلی، سینٹ، آٹا اور اسی طرح کے شعبوں کے چند سیٹھوں نے چپکے سے ملک پر قبضہ نہیں کر لیا۔ کیا ہمارا پورا معاشرہ، طبقاتی رنگ میں نہیں ڈھل چکا۔ امیر طبقہ کسی صورت میں خونخوار منافع چھوڑنے کا خواہاں نہیں۔ غریب خود کشیاں کر رہے ہیں۔ جرائم اور منشیات کی طرف راغب ہیں۔ کیا اب اس طبقاتی فرق کو کوئی حکومت کم یا ختم کر سکتی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ہمارا دولت مند طبقہ کسی بھی حکومت کو بنایا کر سکتا ہے۔ ہر حکومت انکی ٹھوکروں میں ہوتی ہے۔ کیا جمہوریت اور کیا فوجی حکومتیں، سب فریقین کو جلد از جلد امیر ہونے کا خط ہے۔ کوئی بھی ایمانداری پر یقین نہیں رکھتا۔ ہاں، اسے نعرے کے طور پر لوگوں کو مزید بیوقوف بنانے کیلئے انتہائی دو نمبر طریقے سے استعمال کیا جاتا ہے۔ کھربوں روپے نکلنے کے باوجود ڈھیلے کی کرپشن نہ کرنے“ کا وظیفہ جاری رہتا ہے۔ ایک طبقہ، ذاتی جہازوں میں سفر کرتا ہے۔ اگر یقین نہ آئے تو اپنے قومی لیڈران اور انکی اولادوں کو دیکھ لیں۔ سب کے پاس پرائیویٹ جیٹ ہیں۔ ایک وقت تو ایسا بھی تھا کہ سرکاری جہاز جو صرف وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کیلئے مختص تھا، بے دریغ طریقے سے اولاد، رشتہ دار اور دوست استعمال کرتے تھے۔ یہ طبقاتی فرق پاکستان میں روز بروز بڑھ رہا ہے۔ مگر فکر نہ کیجئے۔ ہمارا امیر طبقہ، لنگر خانے اور یتیم خانے کھول کر اپنے جرائم کو آسانی سے چھپا لیتا ہے۔ واہ صاحب، کیا بد قسمت قوم ہے۔ ایک سیٹھ نے اگر دس ارب کا چونا لگایا ہے تو ایک کروڑ خیرات کر کے لوگوں کی فلاح و بہبود کے نعرے میں حق بجانب ہوتا ہے۔ یہ وہ آسان طریقہ ہے جو ہمارے ملک میں بالکل عام ہے اور ہر ایک کے علم میں ہے۔ مگر بات کرنے کی جرات بہت کم لوگ کر پاتے ہیں۔

اگلا درجہ ملک سے ذہین لوگوں کا غیر ممالک میں منتقل ہونے کا جہان اور عام لوگوں کا ترقی یافتہ ملکوں میں ناجائز طریقے سے جانے کا بھرپور عمل ہے۔ کیا عرض کروں۔ ہر نوجوان انسان، ”پاکستان سے زندہ بھاگنے“ کے فارمولے پر سوچ رہا ہے یا عمل کر رہا ہے۔ نوجوان نسل کو رہنے دیجئے۔ یہاں تو بزرگ بھی رہنے کیلئے تیار نہیں۔ سینکڑوں لوگوں کو جانتا ہوں جو ملک سے باہر جا کر بس رہے ہیں۔ یہ قیامت خیز رویہ کسی بھی ملک کی اصل شکل دکھانے کیلئے کافی ہے۔ یہ سب کچھ لکھتے ہوئے افسوس ہو رہا ہے۔ میرا قلم بار بار رک جاتا ہے۔ مگر کیا کروں۔ کیسے لکھوں کہ ملک میں دودھ اور شہد کی نہریں بہ رہی ہیں۔ شیر اور مینا ایک گھاٹ پر پانی پی رہے ہیں۔ نہیں صاحب، ہم تنزلی کے سفر پر اطمینان سے گامزن ہیں۔ کسی قسم کا کوئی ملال نہیں۔ 2020 کی یہ رپورٹ بہر حال ذہن میں خدشات کا طوفان لے آتی ہے۔ مگر میں کچھ نہیں کر سکتا۔ شاید آپ بھی بے بس ہوں۔

راؤ منظر حیات